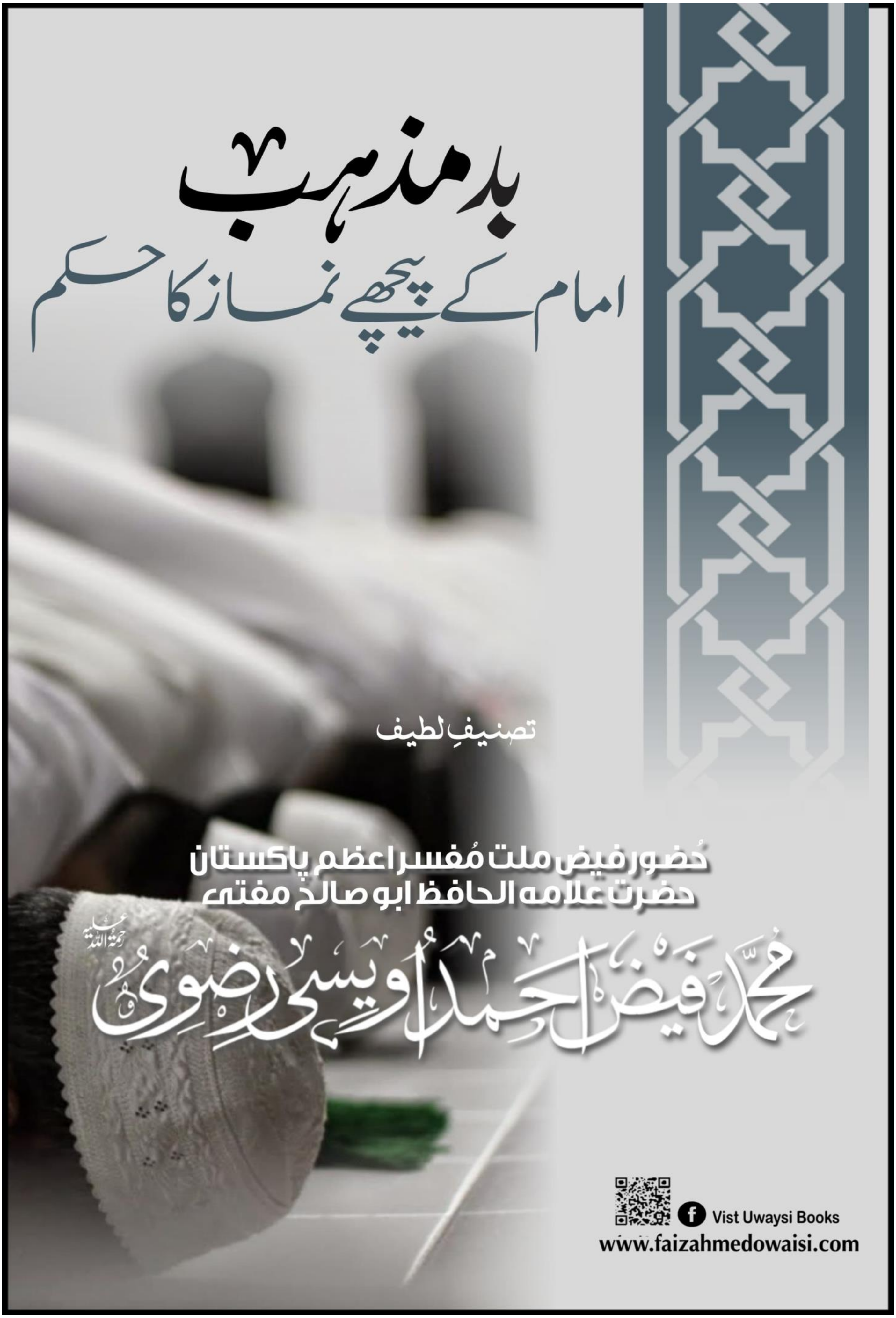


بدمذہب
امام کے پیچھے نماز کا حکم

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Vist Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مِنْ لا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

امّابعد! بہت سے نمازی سمجھتے ہیں کہ نماز ہر شخص کے پیچھے صحیح و جائز ہے۔ یہ سخت جہالت اور اپنی نماز کو خود برباد کرنا ہے۔اِس طرح سمجھنا اَحکام دین وملت سے لاپرواہی وغفلت ہے۔ایسوں پر واجب ہے کہ توبہ کریں ورنہ قیامت میں اُس کامُوَاخَذہ(گرفت) ہوگا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعقیدہ وبدمذہب سے دُور رہنے کا حکم فرمایاہے: فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ [1]

یعنی: اُن بدمذہبوں سے بچ کے رہو اور اُن کو اپنے سے دُور رکھو کہ کہیں تمہیں وہ گمراہ نہ کردیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور ساتھ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ "میری اُمّت میں تہتّر (۷۳) فِرقے ہوں گے جن میں ایک فِرقہ حق باقی سب جہنّمی۔"[2]

(مشکوٰۃ شریف، جلد ا، صفحہ ۵۲)

آج ہر انسان آنکھوں سے دیکھ رہاہے کہ اُمّت کے کتنے فِرقے بن گئے ہیں اور دیوبندی فِرقہ بھی اُن گمراہوں میں سے ایک فِرقہ ہے اِسی لئے بحکمِ نَبوی اُن سے بچنا ضروری ہوا چہ جائیکہ (یہ تو بڑی بات ہے کہ) اُس فِرقہ کے اِمام کے پیچھے نماز پڑھے۔ فقیر اِس رسالہ میں ثابت کریگا کہ دیوبندی فِرقہ والے اِمام کے پیچھے نماز حرام ہے اِسی لئے اِس کا نام ہے "بدمذہب اِمام کے پیچھے نماز کا حکم"۔

دیوبندی فِرقہ ہو یا کوئی دیگر گمراہ فِرقہ وہ اپنے نَظریات(عقائد) تحریرات(جو ان کی کتابوں میں ہیں) کی وجہ سے خارِج اَز اسلام(اسلام سے باہر) ہوجاتے ہیں خواہ وہ خود کو کتنا ہی دین واسلام کا ٹھیکیدار بنائیں جیسے حضور سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقین کا حال تھا کہ وہ خود کو بہت خوب بناسجا کر دین کے پکے، سچّے مُحِب (محبت کرنے والے) مشہور ہونا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ O (پارہ ۲۸، سورۃ المنفقون، آیت ۱) **ترجمہ:** منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

اور اُن کی سزا بانسبت دوسرے کفّار کے سخت تر بتائی چنانچہ فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۵)

ترجمہ: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

---

[1] (صحیح مسلم ، باب فی الضعفاء والکذابین ومن یرغب عن حدیثھم ، 1/12 ، الحدیث 7 ،دار احیاء التراث العربی بیروت)
(صحیح ابن حبان ،باب اخبار صلی اللہ علیہ وسلم عما یکون فی امتہ من الفتن والحوادث ، ذکر الاخبار عما یظھر فی آخر الزمان من الکذب فی الرویات والاخبار ، 15/ 169 ، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (مشكاة المصابيح ،كتاب الإيمان ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الثاني ، 1/ 61 ، الحديث 171 [32] ، المكتب الإسلامي – بيروت ، الطبعة : الثالثة ، 1985)

یہاں تک کہ اُن کی مسجد کو "ضرّار" بتایا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی مبارک کے آخری زمانہ میں اُنہیں نہایت ذلیل اور رُسوا کر کے مجلس اور مسجد سے نکلوادیا حالانکہ وہ نمازی خوب تھے، حاجی بھی تھے، مجاہد بھی تھے، زاہد بھی تھے، نماز باجماعت خود اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتے بظاہر اُن کی نیکی کو دیکھ کر اُن کے دین میں شک وشبہ نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آخری فیصلہ فرمایا:

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (پارہ ۱، سورۃالبقرہ، آیت ۸) **ترجمہ:** اور وہ ایمان والے نہیں۔

یہی دلائل اِن گمراہ فرقوں کے لئے سمجھئے۔ یہاں فقیر دیوبندی فرقہ کے چند عقائد و مسائل عرض کرتا ہے۔

عقائد و مسائل علمائے دیوبند از کتب معتبرہ

(۱) ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ چوری کر سکتا ہے، جھوٹ بول سکتا ہے، ظلم کر سکتا ہے، جو کچھ گندے گھناؤنے کام بندے کرتے ہیں اگر سکتے ہیں وہ سب گندے گھناؤنے کام اللہ کے لئے کوئی عیب نہیں۔ نہ ان کاموں کے کرنے کی وجہ سے اس کی ذات میں نقصان آسکتا ہے۔[3] (الجہد المقل از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

(۲) ان کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معنی میں خاتم النبیین سمجھنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں عوام یعنی ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک اِس میں کوئی فضیلت نہیں۔

سابق مہتمم مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتَم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اَہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ "تقدُّم" یا "تاخُّر" زمانی میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں۔"[4]

(تحذیر الناس، صفحہ ۳، مطبوعہ دیوبند)

(۳) ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ شیطان ملک الموت کا علم ہے۔

" شیطان وملک الموت کو یہ وُسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وُسعتِ علم میں کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"[5]

---

[3] (الجہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل از محمود الحسن، ص ۳، مطبوعہ بلالی سادھورہ)

[4] (تحذیر الناس از قاسم نانتوی، ص 14، مطبوعہ حجۃ الاسلام اکیڈمی، دار العلوم وقف دیوبند، سہارنپور، طبع اولیٰ: 1438ھ/2017ء)

[5] (براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی، ص 51، مطبوعہ بلال ڈھور)

یعنی شیطان وملک الموت کے علم سے زیادہ رسول اللہ کا علم ماننے والا مشرِک ہے یعنی شیطان وملک الموت علم میں خدا کے شریک ہیں جبھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن سے زیادہ علم ماننا شرک ہوا۔

(۴) ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض نبیوں کا علم حاصل ہے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ خُصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو عام لوگوں کو بلکہ ہر بچے ہر پاگل کو بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کو حاصل ہے۔ چنانچہ دیوبندی مذہب کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اُس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صَبی و مجنون بلکہ جَمیع حَیوانات وبَہائم کو بھی حاصل ہے۔"[6]

(۵) اُن کا عقیدہ ہے کہ مسلمان کسی نبی یا ولی کو پُکارتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا غوث، یا خواجہ غریب نواز، یا حسین، یا علی کہتے ہیں یا اُن کی مَنّتیں مانتے ہیں یا اُن کی نذر ونیاز کرتے ہیں یا کسی نبی یا ولی کو شفاعت کرنے والا جانتے ہیں وہ سب لوگ ابوجہل کے برابر مشرِک ہیں چنانچہ دیوبندی مذہب کے اِمام مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"یہی پکارنا اور مَنّتیں ماننا اور نذر ونیاز کرنا اور اُن کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا یہی اُن (بُت پرستوں) کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے ہو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔"[7]

(تقویۃ الایمان، صفحہ 6)

دیوبندیوں کے اس عقیدہ کی بناء پر نیازِ امام، دربارِ خواجہ غریب نواز و بارگاہ مسعود سالار ومزاراتِ اولیاء کے خیرات وصدقات ونذر ونیاز اور چڑھاوے وغیرہ شرک ہوئے اس پر راضی رہنے والے اور خیرات وصدقات کے کھانے والے سب کے سب مشرک بلکہ ابوجہل کے برابر ہوئے لیکن آج کل خود مزارات کے مجاور بنے بیٹھے ہیں اور خوب مزے اُڑا رہے ہیں۔

(۶) ان کا عقیدہ ہے کہ محرم میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شہادت صحیح روایتوں سے بھی بیان کرنا حرام ہے ان کی نیاز کا شربت دُودھ اور ان کی سبیل کا پانی پینا بھی حرام ہے ان کاموں میں چندہ دینا بھی حرام ہے لیکن ہولی دیوالی کی پوریاں کچوریاں کھانا جائز ہے۔ چنانچہ تبلیغیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

---

[6] (حفظ الایمان، ص 8، کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

[7] (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، باب اول، توحید کا بیان، ص 45، مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب)

”محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔“[8] (فتاویٰ رشیدیہ، جلد ۳، صفحہ ۱۱۴)

اور حاشیہ پر لکھ دیا ”لِاَنَّہٗ کُفْرٌ“ یعنی اس لئے کہ یہ سب کفر ہے۔

یہی مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: ”ہندو تیوہار یا ہولی دیوالی میں اپنے استاذ یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطورِ تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم یا نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟“

الجواب:۔ درست ہے۔[9] (فتاویٰ رشیدیہ، جلد دوم، صفحہ ۱۲۳)

(۷) ان کا عقیدہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔[10] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۱، مصنفہ اسماعیل دہلوی)

(۸) ان کا عقیدہ ہے کہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔[11] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۲۰)

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟[12] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۶)

مولوی رشید احمد گنگوہی صفہ 7 حصہ سوئم میں لکھتے ہیں: ”پس اِثباتِ علم غیب لغیر حق تعالیٰ شرکِ صریح ہے۔“[13]

(۹) ان کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی تعظیم صرف بڑے کی تعظیم کی طرح کرنی چاہیے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: ”انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اُس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اُس کو چاہیے۔ اِسی حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، اِمام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرّب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے اُن کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم کو اُن کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔“[14] (تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۸)

---

8) (فتاویٰ رشیدیہ کامل از رشید احمد گنگوھی، کتاب العلم، محرم میں سبیل لگانا دودھ کا شربت پلانا، ص 149، دار الاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

9) (فتاویٰ رشیدیہ کامل از رشید احمد گنگوھی، حرمت اور جواز کے مسائل، ہندوؤں کا ہدیہ قبول کرنا، ص ۵۷۵، دار الاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

10) (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، چوتھا باب: شرک فی العلم کی تردید، ص 75، مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب)

11) (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، تیسرا باب: شرک کی برائی۔ توحید کی خوبیاں، ص 57، مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب)

12) (تقویۃ الایمان از اسماعیل دھلوی، تیسرا باب: شرک کی برائی۔ توحید کی خوبیاں، ص 57، مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب)

13) (فتاویٰ رشیدیہ ۳/۷، مالکان کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد دہلی)

14) (تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان، الفصل الرابع ذکر رد الاشراک فی العبادات، صفحہ ۸۰، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(۱۰)ان کا عقیدہ ہے کہ اُمّت پر پیغمبر کو ایسی سرداری حاصل ہے جیسے پٹیل کو اُس کی قوم پر اور زمیندار کو اُس کے گاؤں پر چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: ''جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمّت کا سردار ہے۔''[15] (تقویۃالایمان، صفحہ ۵۰)

(۱۱)ان کا عقیدہ ہے کہ نماز میں رسول اللہ کا خیال مبارک تعظیم کے ساتھ لانا زناکاری، رنڈی بازی اور اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اُن کاموں کے خیال سے نماز ہو جائے گی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے نماز بھی نہیں ہو گی اور آدمی بھی مشرک ہو جائے گا۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"از وسوسہ زنا خیال مجامع زوجہ خود بہتر ست وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بد تر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست خیال آں باتعظیم

واجلال بسوید اے دل انسان مے چسپد بخیال گاؤ و خرکہ نہ آں قدر چسپیدگی میبود ونہ تعظیم بلکہ مہان و محقر میبود

و این تعظیم واجلال غیرکہ درنماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک میکشد"[16]

غیرت مند مسلمانوں کے لئے یہ گیارہ (11) حوالے کافی ہیں جس پر بے غیرتی اور صُلحِ کُلّیّت (ہر کسی کو اچھا کہنے) کا بھوت سوار ہے اُسے ہزاروں اَوراق بے سُود (غیر مفید)۔

عقائدِ مذکورہ کے بعد عاشقِ نماز کا فیصلہ اس کے اپنے ہاتھ میں۔

آج کل دیوبندی اور بریلوی جھگڑا پاکستان کے تقریباً ہر علاقہ میں عوام میں ہَیجان (بے چینی) واِنتشار ہے کہ نامعلوم حق پر کون ہے؟ اِس وقت اِن دونوں کے متعلق فیصلہ کرنا ہے کہ اِن دو گروہوں میں حق کس کے پلّے میں ہے اور پھر بتانا ہو گا کہ کس کے پیچھے نماز جائز اور کس کے پیچھے نماز جائز نہیں؟

اِس کا فیصلہ مذکورہ بالا عقائد خود ہیں کہ کسی کو مذکورہ عقائد بھلے لگتے ہیں تو بے شک اُن کے پیچھے پڑھیں تاکہ کل قیامت میں دونوں (گروہ، چیلہ) جہنّم میں اکٹھے بیٹھیں تو ہم کہہ سکیں   خوب مل بیٹھے ہیں دیوانے دو

اگر کسی بندۂ خدا کو مذکورہ بالا عقائد ناگوار (ناپسند) ہیں تو خدارا ایسے اِمام کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنا انجام برباد نہ کریں اور نہ ہی نماز جیسی دولت کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کریں۔

نماز باجماعت: نماز اسلام کا ایک بہت بڑا رُکن ہے یہاں تک کہ حدیث شریف میں نماز کے تَرک (چھوڑنے) کو اسلام کو گرانے سے تعبیر کیا گیا اور اُس کے تَرک پر بڑی بڑی وعیدیں نازل ہیں۔ اِسی لئے اُس کی ادائیگی میں ہر طرح کی جِدّ و جَہد (کوشش) کی جائے اور پھر اُسے باجماعت ادا کرنے میں ''سونے پر سُہاگہ''۔ لیکن باجماعت نماز کا دارومدار اِمام پر ہے اگر اُس کا منہ مکہ و مدینہ تو مُقتَدی کو مبارک اگر اِمام کا منہ گنگا تو اُس کا اور مُقتَدی دونوں کا بیڑا غَرق کیونکہ

[15] (تقویۃالایمان معہ تذکیر الاخوان، الفصل الرابع ذکر ردالاشراک فی العبادات، ص ۸۳، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

[16] (صراط مستقیم از اسماعیل دهلوي، ہدایت ثانیہ در ذکر مخلات عبادات الخ افادہ نمبر 1، ص86، المکتبۃ السلفیہ لاہور)

گندے عقائد سے خود اُس کی اپنی نماز اُس کے منہ پر ماری جائے گی تو مُقتدی بے چارہ کس کھاتہ میں ؟اِسی لئے جتنی نمازیں ایسے اِمام کے پیچھے پڑھیں قیامت میں ایک ایک کا حساب ہوگا۔اُس وقت کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا ابھی سے سوچ لیں کہ گندے عقیدے والے کے پیچھے نمازیں برباد ہوئیں تو نقصان کس کا؟اِس سے اُن بھلے مانسوں(سیدھے لوگوں) کو سمجھ لینا چاہیے جو کہتے ہیں کہ جماعت سے ترکِ نماز کے ۲۵،۲۷ درجے ثواب ضائع ہوتا ہے۔خدا کے بندے ۲۵،۲۷ کو روتے ہو جب اُن کی نماز ہی نہ ہوئی تو ہم اُن کے پیچھے پڑھ کر اپنی ایک نماز کیوں ضائع کرتے ہو؟

اِمام الانبیاء صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے فیصلے: چند روایاتِ صحیحہ عرض کردوں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے نیک نمازی اَہلِ توحید کے متعلق فیصلے فرمائے۔

بے اَدب کو اِمامت سے ہٹا دیا

قَالَ أَحْمَدُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَغَ لَا يُصَلِّي لَكُمْ فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّكَ آذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔ [17]

یعنی: اَصحابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک آدمی نے قوم کو جماعت کرائی اور قبلہ رُخ تھوک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔جب فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس کے بعد یہ شخص جماعت نہ کرائے اَصحابِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو منع کر دیا اور اُس شخص کو بھی صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اَجمعین نے سرورِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فیصلے سے متنبہ(آگاہ) کر دیا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس صورتِ حال کی عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اللہ(عزوجل) اور رسول(ﷺ) کو اذیّت (تکلیف) پہنچائی ہے۔

فائدہ: سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے پَرَستار(عاشق) سے اپیل ہے کہ غور فرمائیں کہ صرف کعبہ مکرّمہ کی طرف تھوکنے والے اِمام(صحابی) کو خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِمامت سے ہٹا دیا بلکہ وہی اِمام دوبارہ اِمامت کی جرأت کرتا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُس کی اِمامت قبول نہیں کرتے بتایئے اُس اِمام کی نماز کس کھاتے میں جائے گی؟ جو کعبہ کے آقا بلکہ کعبہ کے کعبہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہے اور وہ اِمام تو کعبہ کی سمت[18] کو تھوکتا ہے تو اِمامت کے لائق نہیں یہاں تو کُھلے بَندوں(کھلم کھلا) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو لاعلم، بے اِختیار و دیگر بہت بُرے اُمور(کاموں) کا اِلزام لگاتا ہے اُس کی اِمامت تم نے کس طرح برداشت کر رکھی ہے کیا بے غیرتی تو سَر(فتح) نہیں ہوگئی؟ بے غیرت بنو یا غیر منداِس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت میں کمی یا اضافہ نہ ہوگا البتہ یہ فیصلہ ابھی سے کرلے کہ ایسے بے ادب گستاخ کے پیچھے تیری نماز برباد ہوگئی۔

---

[17] (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی کراھیة البزاق فی المسجد، الحدیث 481، 130/1، المکتبة العصریة، صیدا بیروت)

[18] جو مدینہ طیبہ سے تخمیناً تین سو میل دور ہے۔

گستاخانِ نبوی کو مسجد نبوی سے نکالا گیا: سیرتِ ابنِ ہشام عنوان قائم ہے:

''طَرْدُ الْمُنَافِقِينَ مِنْ مَسْجِدِ الرّسُولِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ ''[19]

یعنی: منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے (ہنسی مذاق) کرتے مذاق اُڑاتے تھے۔ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھ کر آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَأُخْرِجُوا مِنَ الْمَسْجِدِ إِخْرَاجًا عَنِيفًا۔[20]

یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اِن منافقین کو مسجد سے سختی سے نکال دیا جائے۔

صحابہ کرام (علیھم الرضوان) کا عمل: حضرت ابوایوب خالد بن زید اُٹھ کھڑے ہوئے اور عمرو بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا۔ پھر حضرت ابوایوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اُس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اور اُس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اُس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے جاتے: ''أُفّ لک مُنَافِقًا'' اے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔اے منافق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے نکل جا، اے منافق۔اِس طرح حضرت عمارہ بن حزم نے زید بن عمرو (منافق) کو پکڑ کر زور سے کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اُس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا اُس منافق نے کہا افسوس ہے اے دوست تو نے مجھے سخت عذاب (دکھ) دیا۔ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُسے جواب میں فرمایا کہ (خدا تجھے دفع کرے) خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اِس سے سخت تر ہے:

فَلَا تَقْرَبَنّ مَسْجِدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ[21]

یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

سخت مار: بنو نجّار قبیلہ کے صحابی ابو محمد (جو کہ بدری صحابی تھے) نے قیس بن عمرو (جو کہ منافقین میں سے تھا) کو گُدّی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن حارث نے جب سنا کہ حضور ﷺ نے منافقوں کے نکال دینے کا حکم فرمایا ہے حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر صحن پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا وہ منافق کہتا تھا: "اے اِبنِ حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے۔"اُنہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: "اے خدا کے دشمن تو اِسی لائق ہے تو نجس ہے تو پلید ہے آئندہ مسجد میں نہ آنا۔ اُدھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زوی بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلُّط (غلبہ) ہے۔[22] (سیرۃ ابن ہشام، صفحہ ۲۶۸)

---

[19] (سیرۃ ابن ہشام، کتاب خبر الاذان، باب طرد المنافقین من مسجد الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم، 125/2، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ)

[20] (سیرۃ ابن ہشام، کتاب خبر الاذان، باب طرد المنافقین من مسجد الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم، 125/2، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ)

[21] (سیرۃ ابن ہشام، کتاب خبر الاذان، باب طرد المنافقین من مسجد الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم، 125/2، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ)

[22] (سیرۃ ابن ہشام، کتاب خبر الاذان، باب طرد المنافقین من مسجد الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم، 126/2، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ)

درسِ عبرت: یہ منافقین کلمۂ اسلامی پڑھتے، نمازیں ادا کرتے، جہاد پر بھی جاتے لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے اُنہیں مسجد سے نکلوادیا۔ صحابہ کرام نے اُنہیں مارا پیٹا، گھسیٹا اور پلید نجس وغیرہ کہا وہ کیوں صرف اِسی لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ تھے یہی ہم کہتے ہیں کہ اُن لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھنا حرام اور اُن کو مسجدوں سے نکال دینا اور اُن کی تبلیغی جماعت کے بستر ے باہر پھینک دینا سنّت ہے بلکہ بہت بڑا ثواب ہے جو لوگ اُنہیں نیک آدمی سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ صحابہ سے بڑھ کر اسلام کا عشق کیسے ہو سکتا ہے؟

فاروقِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے: ہم (اہل سنت) کا عقیدہ ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر فیصلہ حق ہے اِس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر صحابی ہدایت کا ستارہ ہے اور خُلفائے راشدین کی ہر بات کو سنّت کا مرتبہ حاصل ہے اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لسانِ حق (حق کی زبان) کا لقب بخشا ہے اُن کے فیصلے ملاحظہ ہوں۔

نماز کے اِمام کو قتل کردیا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک پیش اِمام ہمیشہ قرأتِ جہری میں سورت ''عَبَسَ وَ تَوَلّٰی'' کی تلاوت کرتا۔ مُقتَدیوں کی شکایت پر اُسے طلب کیا گیا اور پوچھا کہ تم ہمیشہ یہی سورۃ تلاوت کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگا مجھے حظ (مزا) آتا ہے کیونکہ اُس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جِھڑکا (ڈانٹا) ہے۔ اِس پر اُس کا سر قلم کردیا گیا۔

اِمام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ''حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک اِمام ہمیشہ نماز میں اِسی سورت ''عَبَسَ وَ تَوَلّٰی'' کی قرات کرتا ہے تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اُس کا سر قلم کردیا چونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالیہ کی تنقیص (مذمت) کے اِرادے سے اُس کی قراءت کیا کرتا تھا کہ مُقتَدیوں کے دل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کم ہو جائے اِس لئے نگاہ فاروقی میں وہ مرتَد تھا اور مرتَد واجبُ القتل ہوتا ہے۔[23] (روح البیان، سورۃ عبس پارہ ۳۰)

فائدہ: کاش کوئی آج سیدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا غَیّور (غیرت مند) بادشاہ یا حاکمِ وقت دنیا میں پیدا ہوتا کہ ایسے گستاخ اور بے ادب اَئمّہ مساجِد ومُبلّغین منہ پھٹ اور بے باک (نڈر) قسم کے خطیبوں پر تعزیراتِ فاروقی جاری فرمائے ورنہ کاغذی سزائیں تو ہم اپنے لیڈروں سے سُن سُن کر مایوس ہو چکے ہیں۔

تلوار کا فیصلہ: بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا چلو سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے اُس کا مطلب حاصل نہ ہو گا اِس لئے اُس نے باوجود مدّعیٔ ایمان (ایمان کے دعویدار) ہونے کے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو سرپنچ بناؤ[24] یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے اِسی لئے اُس نے باوجود ہم مذہب (یہودی) ہونے کے اُس کو سرپنچ تسلیم نہ کیا ناچار (ناچاہتے ہوئے بھی) منافق کو فیصلہ کے لئے سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنا پڑا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے مُوافق (مطابق) ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اُسے مجبور کرکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اِس کا معاملہ سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم طے فرما چکے

---

[23] (روح البیان، عبس:3، 331/10، دار الفکر بیروت)

[24] قرآنِ کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف یہودی کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے۔

ہیں لیکن یہ حضور کے فیصلے سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایاہاں ابھی آکر اِس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اُس کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اُس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اُس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔[25] (لباب النقول للسیوطی واسباب النزول للواحدی)

فائدہ: فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس قسم کے فیصلے درجنوں ہیں فقیر نے ''الا صابة فی عقائد الصحابة'' میں جمع کر دیئے۔ غَیّور کے لئے صرف ایک واقعہ ہی کافی ہے لیکن جس نے بے غیرتی کی قسم کھار کھی ہے فقیر اُویسی کی وہ کب سنتا ہے؟ نمازیں اپنی برباد کر رہا ہے اِس سے اُس کا اپنا نقصان یہ ہے کہ غریب نے نماز پڑھی بھی لیکن عمداً (جان بوجھ کر) گستاخ اور بے ادب اِمام کے پیچھے پڑھ کر اپنے پاؤں خود کاٹے اِس کی مثال اُس بُڑھیا کی (طرح) ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے چودھویں پارہ میں مذمّت فرمائی: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا۔ (پارہ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹۲)

ترجمہ: اور اُس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سُوت (رُوئی یا اُون سے کاتا ہوا دھاگا) مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔

حکایت: مکہ مکرمہ میں ریطہ بنت عمَرو ایک عورت تھی وَہم کے مرض میں مبتلا تھی اُس کی عقل میں کچھ کمی اور فُتور (نقص) تھا اُس کا طریقہ تھا کہ وہ دوپہر تک محنت کر کے سوت کاتا کرتی بلکہ باندیوں (لونڈیوں/کنیزوں) سے بھی کتواتی پھر دوپہر کے بعد تمام کاتا ہوا سوت توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی تڑواڈالتی اِسی طرح اُس کا روزانہ کا معمول تھا۔[26] (روح البیان، صفحہ ۱۴، تحت آیت ہذا)

اِنتباہ: مضمون آیت وغیرہ کا موردِ خاص ہے لیکن بقاعدہ اُصولِ تفسیر حکم عام ہے اِس سے وہ نمازی سوچے کہ نماز کے لئے کتنی محنت ومشقّت اُٹھائی لیکن اِمام کی بدمذہبی کا خیال نہ کر کے اُس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو ساری محنت ضائع گئی اور اُس نماز کا حساب ذمے رہا جو کل قیامت میں اُسی نماز کا بدلہ جہنم نصیب ہوگا اِس سُستی وغفلت کے سودے کا گھاٹا خود سمجھ لیں مجھے تو اُس نماز کے عاشق پر رونا آتا ہے کہ ہزاروں روپے اِمام وخطیب پر خرچ کرتا ہے لیکن یہ نہیں پوچھتا کہ اُس کے عقائد کیسے ہیں؟ لیکن جب مرا تو ایک ایک نماز کا حساب دینا پڑا اُس وقت پچھتائے گا کہ ہائے دولت بھی خرچ کی اور سزاوعذاب بھی سر پر۔

فتاویٰ دیوبند

مولوی حسین احمد صاحب مدنی نے اپنی کتاب ''الشہاب الثاقب، صفحہ ۵۰ پر بحوالہ لطائف رشیدیہ، صفحہ ۲۲'' میں درج کیا ہے:

(۱) جو الفاظ موہم تحقیرِ سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیّت حقارت کی نہ کی ہو مگر اُن سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔[27]

[25] (اسباب النزول للواحدي، سورة النساء:60، ص162، دار الاصلاح، المملكة العربية السعودية، الطبعة الثانية: 1412ھ/1992م)
(لباب النقول في أسباب النزول للسيوطي، سورة النساء:60، ص62، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

[26] (روح البيان، النحل:92، 75/5، دار الفكر بيروت، لبنان)

[27] (الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب از مولوی حسین احمد مدنی، ص ۵۰، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

تبصرۂ اُویسی غُفِرلہٗ: مثلاً دیوبندیوں نے لکھا کہ حضور جیسا علم تو پاگلوں، جانوروں اور بچوں کو بھی حاصل ہے (حفظ الایمان) یا لکھا کہ ''حضور کا خیال نماز میں آجائے تو بی بی کے جِماع اور گدھے کے خیال سے بدتر ہے'' (صراطِ مستقیم) یا لکھا کہ ''شیطان ملک الموت کا علم حضور سے زیادہ ہے۔'' (براہین قاطعہ)[28] (یہ تمام حوالے ابتدأ رسالہ ہذا میں لکھے جاچکے ہیں۔)

بتایئے کہ یہ کل کلمات ''کفریہ'' ہیں یا نہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی اِن کلمات کے ''کفریہ'' ہونے سے انکار نہ کرے گا تو پھر فیصلہ فرمایئے کہ اِن کلمات کے لکھنے والوں کی نیّت نہ بھی ہو تب بھی اسلام سے خارج (باہر) ہیں۔

(۲) اِسی مدنی صاحب نے کتاب کے آخر میں فرمایا:

> کہ بس اِن کلماتِ کُفر کے بکنے والے کو منع کرنا چاہیے اگر مقدور (قوت والا) ہو اور اگر باز نہ آئے قتل کرنا چاہیے کہ مُوذی گستاخ شانِ جنابِ کبریا تعالیٰ شانہ اور اُس کے رسولِ اَمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔[29]

(۳) جناب مولوی محمد انور شاہ صاحب کاشمیری تحریر فرماتے ہیں: ''بارگاہ انبیاء میں گستاخی کفر ہے چاہے اس سے قائل کی مراد توہین کی نہ بھی ہو۔''

(اکفار الملحدین فی ضروریات الدین از انور شاہ کشمیری، ص 43، مطبوعہ دہلی ۱۳۵۰ھ)

(۴) کل اُمّت کا اِس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناروا (غلط) الفاظ کہنے والا کافر ہے اور جو شخص اُس کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (اکفار الملحدین فی ضروریات الدین از انور شاہ کشمیری، ص 43، مطبوعہ دہلی ۱۳۵۰ھ)

(۵) انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔[30]

(اشد العذاب، صفحہ ۹، مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی، ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند)

(۶) صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ ضروریات دین سے انکار کرنے والا، انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے۔ مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ جو منکر ضروریاتِ دین اور انبیاء کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے ورنہ کیا حضور علیہ السلام کے زمانہ کے منافقین سب کچھ فرائض وواجبات ادا نہ کرتے تھے اور کیا وہ اہل قبلہ نہ تھے؟ بس حکم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے۔ آسمان ٹلے، زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔[31]

---

28) (حفظ الایمان، ص 8، کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند) (براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی، ص 51، مطبوعہ بلال ڈھور)

(صراط مستقیم از اسماعیل دهلوي ،ہدایت ثانیہ در ذکر مخلات عبادات الخ افادہ نمبر 1، ص86، المکتبۃ السلفیہ لاہور)

29) (اشھاب الثاقب علی المسترق الکاذب از مولوی حسین احمد مدنی، ص ۵۰، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

30) (اشد العذاب علی مسیلمہ الپنجاب از مولوی مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی، ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند، ص 9، مطبع مجتبائی جدید دہلی، شائع کردہ دار العلوم دیوبند)

31) (اشد العذاب علی مسیلمہ الپنجاب از مولوی مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی، ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند، ص 9، مطبع مجتبائی جدید دہلی، شائع کردہ دار العلوم دیوبند)

(۷)اسی در بھنگی نے اسی کتاب ''اشد العذاب''میں لکھا کہ مولانا احمد رضا بریلوی کا علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے کافر لکھنا ''حق'' ہے اگر وہ انہیں کافر نہ لکھتے تو خود کافر ہو جاتے۔[32]

خلاصۂ بحث: ہمارا اور دیوبندی فرقہ کا اختلاف اِنہی گستاخیوں کی وجہ سے ہے نہ صرف ہمارا بلکہ اِس وقت کے تمام عُلماء و مشائخ عَرب و عجم نے اُن کی اُن عبارات سے اُنہیں خارج از اسلام لکھا اور کہا تفصیل کے لئے دیکھئے ''حسام الحرمین'' اور ''الصوارم الہندیہ''۔

فتویٰ غزالی زماں رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ

دورِ حاضر کے ایک مُتَبَحِّر عالم دین (بہت بڑے عالم دین) کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

فتویٰ غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ فتویٰ ترجمانِ اَہلِ سنّت کراچی میں شائع ہوا جس کا عنوان یوں تھا:

''بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز کا حکم''

نوٹ: حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اَلقاب اور اسمِ گرامی رسالہ سے ہم نے جُوں کے تُوں (مِن و عَن) نقل کر دیئے ہیں البتہ آپ کی تحریر میں عنوان فقیر نے نمایاں کئے ہیں تاکہ قارئین کے ذہن میں مضمون آسانی سے اُتر سکے۔ رسالہ عبارت ملاحظہ ہو۔

محترم مولانا احمد سعید کاظمی

السلام علیکم۔ آپ کا خطبہ استقبالیہ پڑھ کر بے حد مُتَاَثِّر ہوا چند سوالات لکھ رہا ہوں جوابات سے مطمئن فرمائیں۔

(چونکہ ہمارا موضوع صرف دو سوالوں سے متعلق ہے اسی لئے ہم نے ان دو سوالوں کے جواب نقل کئے ہیں۔ اُویسی غفرلہ)

خلاصہ سوال ۱: وہابی نجدی اِمام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو جن لوگوں نے پاکستان میں ایسے لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور جو لوگ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حج کے موقع پر حَرمین طیبین میں اُن کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اُن کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ ''امام حرم اور ہم'' پڑھئے۔ اُویسی غفرلہ)

خلاصہ سوال ۲: محکمہ اَوقاف کی تَحویل (زیر انتظام) میں جو مساجد ہیں اُن میں وہابی دیوبندی وغیرہ ہر قسم کے اِمام ہیں ایسے مذہب والے اِمام کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں نیز محکمہ اَوقاف کا قیام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

خلاصہ سوال ۳: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور و بَشَر کے بارے میں قبر و قیامت میں سوال اور کیا یہ مسئلہ عقائد میں شامل ہے؟

[32] (اشد العذاب علی مسیلمہ الپنجاب از مولوی مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی، ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند، ص ۱۳، مطبع مجتبائی جدید دہلی، شائع کردہ دار العلوم دیوبند)

(ان دونوں مسئلوں کے لئے پڑھئے فقیر کا رسالہ ''نور وبشر'' اور ''قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت'')

خلاصہ سوال ۴: اذان سے پہلے یا اُس کے بعد ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَا مُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہُ'' پڑھنے کو لازم سمجھنا کیسا ہے ؟ اِس کے بغیر اذان جائز ہوتی ہے یا نہیں نیز ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَا مُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہُ'' اور ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ'' دونوں کا شَرعی حکم مُتَعَیّن (خاص) کیا جائے ؟

خلاصہ سوال ۵: ٹی بی کے مریض کو حرکت کرنے سے طبیب (ڈاکٹر) روک دے تو وہ نماز کس طرح پڑھے ؟

خلاصہ سوال ۶: فتاویٰ عالمگیری کا مدون کون ہے کس سنہ میں اس کی تدوین ہوئی اور اس کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

خلاصہ مکتوب مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۸۷ء

محترم و مکرم جناب شیف اللہ خان صاحب زید مجدہ، ۲۴ نومبر ۱۹۷۸ء

وعلیکم السلام ثُمَّ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ ملا، یاد فرمائی کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارَین کی نعمتوں سے نوازے آمین۔ آپ کے سوالات کا نہایت جامع اور اُصولی طور پر جواب لکھ رہا ہوں آپ جیسے صاحبِ فَہم و خِرَد سے قوی اُمید ہے کہ غور سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

تمہید جوابات

پہلے اور دوسرے سوال کا جواب سمجھنے کے لئے ایک مختصر تمہید عرض کرتا ہوں اگر اس تمہید کو غور سے پڑھ لیا جائے تو ان شاءاللہ نہایت آسانی سے جواب سمجھ میں آجائے گا۔ تمام اَہلِ اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مُسَلَّمہ (تسلیم شدہ) ہے کہ کسی اِمام کے پیچھے صحتِ اِقتداء (اقتداء کی درستگی) کے بغیر نماز درست نہیں ہو سکتی جس کے لئے مُقتَدی و اِمام کے مابین (درمیان) ایک مخصوص رابطہ قائم ہو جانا ضروری ہے اُس مخصوص رابطہ کے بغیر صحتِ اِقتداء (اِقتداء کی درستگی) مُتَصَوَّر (جس کا تصور) نہیں اِس میں شک نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری، مادّی اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی، روحانی اور اِعتقادی ہے جس کا وُجود اِمام اور مُقتَدی کے درمیان اُصولی اِعتقاد میں موافقت (مطابقت) کے بغیر ناممکن ہے شرک و توحید کے مُنافی (خلاف) ہے اور کُفر و جاہلیت اسلام اور ایمان سے قطعاً مُتضاد ہے اگر مُقتَدی جانتا ہے کہ میرا کوئی عقیدہ اِمام کے نزدیک شرکِ جَلی (واضح شرک) یا کُفر و جاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اِعتقادی موافَقت (مطابقت) نہ رہی اور عدمِ موافقت کے باعث صحتِ اِقتداء کی بنیاد مُنہَدِم (ناکارہ) ہو گئی ایسی صورت میں اُس اِمام کے پیچھے اُس کی نماز کا صحیح ہونا کیوں کر مُتَصَوَّر (تصور) ہو سکتا ہے۔ اِس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکرِ ختمِ نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ مُقتَدی ختمِ نبوت کا اِعتقاد رکھتا ہے اور اِمام ختمِ نبوت کا منکر ہے دونوں کے درمیان اِعتقادی موافَقت نہ ہونے کی وجہ سے صحتِ اقتداء کی بنیاد باقی نہ رہی لہٰذا نماز نہ ہوئی۔ تَوضیحِ مُدّعا (مدعا کو مزید واضح کرنے) کے لئے ہدایہ سے

ایک جُزْئِیَّہ کا خلاصہ پیش کرتاہوں کہ اگراِمام کی جِہتِ تَحَرّی[33] مُقتَدی کی جِہتِ تَحَرّی سے مختلف ہواور تاریکی یاکسی اور وجہ سے مُقتَدی کواِس اختلاف کاعلم نہ ہوسکے تواس کی نماز درست ہے اگر مُقتَدی اِمام کی جِہتِ تَحَرّی کاعلم رکھتے ہوئے اُس کے پیچھے نماز پڑھ رہاہے تواُس کی نماز فاسد ہوگی۔

صاحبِ ہدایہ نے اِس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایاکہ "لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ إِمَامَهُ عَلَى الْخَطَإِ"[34]

یعنی: فسادِ صلوۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی نے اپنے امام کے خطاءپر ہونے کااعتقاد کیا۔

اِس سے واضح ہواکہ نماز درست ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مُقتَدی اِمام کے خَطاءپر ہونے کامُعتَقِد(ماننے والا) نہ ہو یعنی مطابقتِ اعتقاد ضروری ہے بشرطیکہ مُقتَدی اِمام کی خَطاء سے باخبر ہواور اگر وہ اِمام کی خَطاء سے لاعلم ہے توایسی صورت میں اُس کی نماز ہوجاتی ہے۔

اصل مقصد: اِس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مُقتَدی جب یہ جانتاہو کہ اِمام کے اِعتقاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب مانناکُفر وشرک ہے اور اِمام کے عقیدے میں انبیاءکرام وصالحین سے اِستمداد(مدد مانگنا) بلکہ تَوَسُّل(وسیلہ بنانا) تک شرک ہے اور اِمام مزاراتِ انبیاءِکرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام ومزاراتِ اَولیاءِعظام علیہم الرحمۃ والرضوان کے لئے سفر کرنے بلکہ مزارات کی تعظیم وتکریم کو بھی شرک قرار دیتاہے اور مُقتَدی اِن تمام اُمور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتاہے توایسی صورت میں عدمِ موافقتِ اعتقاد(عقیدہ کی مطابقت نہ ہونے) کی وجہ سے صحتِ اقتداء کی بنیاد مَفقود(او جھل) ہے پھر نماز کیونکر درست ہوسکتی ہے؟

مُقتَدی کی تین قسمیں: رہایہ اَمر کہ اَیّامِ حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نمازوں کاکیاحکم ہوگا؟ تو میں عرض کروں گاکہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے اُصولی عقائد میں اِمام کاعقیدہ ہم سے مختلف ہے اِس کاحکم تمہید کے ضمن میں واضح ہوگیاایسے لوگ اپنے علم کے مُقتَضا(تقاضے) کے مطابق یقیناًمُجتَنِب(پرہیزگار) رہیں۔

دوم: وہ مسلمان جویہ جانتے ہیں کہ اِمام کے بعض عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اُصولی عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کُفر وشرک، مَعصیت وجاہِلّیت کاحکم رکھتے ہیں یہ مسلمان محض حرمِ مکّہ وحرمِ مدینہ اور مسجدِ حرام ومسجدِ نَبَوی کی عظمتوں اور عشق ومحبتِ الٰہی رسالت پناہی کے جذبات سے متاثّر ہوکر اپنی غلط فَہمی کی بناءپر اُس اِمام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔اُن کی اِس خَطاکے بارے میں اللہ تعالی کی رحمت کے پیشِ نظر یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ ربِّ کریم اُن کی نمازوں کورائیگاں(ضائع) نہیں فرمائے گا۔

سوم: وہ مسلمان جنہیں سرے سے اِمام کے ساتھ اختلافِ عقائد ہی نہیں پتہ وہ محض سادہ لوح(نادان) ہیں عشق ومحبت سے سرشار ہوکر حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ میں حاضر ہوئے اور اُنہوں نے بحالتِ لاعلمی میں اُس اِمام کے پیچھے نمازیں پڑھیں اُن کے متعلق بھی یہ کہا جاسکتاہے کہ اللہ تعالی اپنے عَفو وکَرَم سے اُن کی

---

[33] (تحری (غالب گمان) جب کسی موقع پر حقیقت معلوم کرنادشوار ہوجائے توسوچے اور جس جانب گمان غالب ہو عمل کرے اس سوچنے کانام تحری ہے۔)

[34] (شرح فتح القدير على الهداية شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، 276/1، دار الكتب العلمية، بيروت، 2017م)

نمازوں کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ دوم اور سوم قسم کے مسلمانوں کی خَطا قابلِ عَفو (قابلِ معافی) ہے۔ ''طبرانی'' میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح مرفوع حدیث مروی ہے: رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اُسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ [35]

یعنی اُٹھالیا گیا میری اُمّت سے خَطاء اور نِسیان اور اُس چیز کو جس پر وہ مجبور کئے گئے یعنی اِن تینوں حالتوں میں اُن کا مواخذہ (گرفت) نہ ہو گا۔

حکایت: ''مثنوی شریف'' میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بکریاں چَرانے والے ایک گڈریئے کا واقعہ بطورِ تمثیل (مثال) لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بکریاں چَرانے والا گڈریا اللہ تعالیٰ کی محبت میں کہہ رہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ اگر تو میرے پاس آئے تو تجھے نہلاؤں، تیرے بالوں میں کنگھی کروں، تجھے دودھ پلاؤں، تیرے پاؤں دباؤں۔

سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے سختی سے ڈانٹا اور ایسی باتوں سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وَحی فرمائی کہ اے موسیٰ! میرا بندہ میری محبت میں مجھ سے مخاطب تھا آپ نے اُسے کیوں روکا؟ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وحی آمد سوئے موسی از خدا — بندہ مارازماکردی جدا

توبرائے وصل کردن آمدی — یا برائے فصل کردن آمدی [36]

فائدہ: میرا مقصد اِس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے سے صرف یہ ہے کہ سچّی محبت اور سچّا عشق اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا موجِب (سبب) ہوتا ہے اِس لئے اگر سچّی محبت اور عشق والے مسلمان نے غلط فہمی یا بے خبری میں ایسے اِمام کے پیچھے نماز پڑھ لی تو رحمتِ خداوندی سے یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ بے نمازی قرار نہیں پائے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کا مؤاخذہ (گرفت) نہ فرمائے گا۔ مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ وہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کا ذکر سطورِ بالا (اوپر کی لائنوں) میں ہو چکا ہے اور اُن کی تین قسمیں بھی بیان کی جاچکی ہیں اور اُن تینوں قسموں کا حکم بھی مذکور ہو چکا ہے اُن تینوں نمازیوں کی طرح ہیں جن کے پاس نجاست لگا ہوا کپڑا ہے اور اُس پر جو نجاست لگی ہوئی ہے وہ اِس قدر زیادہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے اُس کپڑے سے نماز جائز نہیں۔ (تو ایسے نمازی کا جو حکم ہو وہی گندے عقیدے والے کو سمجھئے)۔

نمازی کی قسمیں: ایک نمازی وہ ہے جس نے جان لیا کہ کپڑے پر نجاست ہے اور یہ بھی جان لیا کہ اتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوسکتی ظاہر ہے کہ وہ اپنے علم کی بناء پر ایسے کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اِجتناب (احتیاط) کرے گا۔ دوسرا نمازی وہ ہے جو اُس کپڑے کی نجاست کو جانتا ہے مگر غلط فہمی کی بناء پر یہ نہیں جانتا کہ اِس نجاست سے نماز نہیں ہوسکتی اب اگر وہ شخص نماز کی محبت اور کمالِ شوق اِلی الصلوٰۃ کی بناء پر اُس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لے تو رحمتِ الٰہیہ سے یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا مؤاخذہ نہ فرمائے گا اور اُس کے شوق و محبت کی بناء پر اُس کی نماز کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ تیسرا نمازی وہ ہے جو سرے سے کپڑے کی نجاست کا علم ہی نہیں رکھتا اور کمالِ شوقِ عبادت اور نماز کی محبت میں اُس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے فضلِ اِیزدی اور کرم

---

[35] (کنز العمال، کتاب التوبۃ من قسم الاقوال، فصل الثانی فی احکام التوبۃ، الحدیث 10307، 4/233، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[36] (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی آئی کہ اے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے بندے کو مجھ سے کیوں جدا کیا آپ تو ملانے کے لئے مقرر تھے نہ کہ جدائی ڈالنے کے لئے۔ اُویسی غفرلہٗ)

خداوندی سے اُس کے بارے میں بھی یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دامنِ عفو و کرم میں چُھپالے گااور اُس کی نماز مرُدود نہ (ردّ) ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ جاننے والے ایسے لوگوں کو صحیح بات ضرور بتائیں گے لیکن اُس کے باوجود بھی اگر کسی کو صحیح بات نہ پہنچ سکے تو حکمِ مذکور مجرَوح نہ ہوگا (قابل قبول ہی ہوگا)۔

تبصرہ اُویسی: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اِختلاف فُروعی ہیں جیسے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تو پھر وہ آئمہ ومُقتدی ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ لیتے ہیں مثلاًاِمام حنبلی کے پیچھے شافعی اُلمذاہب، ایسے ہی شافعی اِمام کے پیچھے حنفی وغیرہ وغیرہ۔ اِس کا جواب ظاہر اور صاف ہے کہ وہ واقعی فُروعی اختلاف تھااور ہے لیکن بریلوی سنی کا دیوبندی فرقہ ودیگر بد مذاہب مرزائی، شیعہ سے اُصولی اختلاف ہے بالخصوص فرقہ دیوبندی سے فُروعی اختلاف سمجھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اَولیائے کرام کی شان اور عزّت واحترام نہ ماننے کے مترَادِف (برابر) ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ اِن صاحبان کی تحریروں اور تقریروں میں عظمتِ مصطفی اور محبتِ اولیاء کا درس ملتا ہے یا تَحقیر وتوہین (حقارت واہانت) ٹپکتی ہے ؟ اگر توہین وتحقیر کے متعلق شک ہے تو چند عبارات رسالہ کے اَوّل سے پڑھ لیں یا فقیر کی کتاب ''دیوبندی بریلوی فرق'' ایک بار دیکھ لیں۔ مزید تفصیل کے لئے ''دیوبندی مذہب'' پڑھیں پھر فیصلہ فرمائیں کہ یہ لوگ بے ادب ہیں یا باادب ؟ اگر سمجھ آجائے کہ یہ فرقہ بے ادب ہے اور یقیناً بے ادب اور گستاخ ہے تو پھر یقین کیجئے:

بے ادب محروم ما ندازفضل رب   **یعنی:** بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔

اور جو فضلِ رَبّانی سے محروم ہے وہ تمہاری نماز کا اِمام بن کر تمہیں کہاں لے جائے گا؟ خود فیصلہ فرمایئے۔

(لیکن ان کی ایک اور بیماری زبردست ہے اس کا خیال نہایت ضروری ہے وہ ہے عملی تقیہ کہ انہیں جس مشین پر فٹ کیا جائے سو فیصد فٹ آجائیں گے اسی لئے یہ قادری، چشتی، نقشبندی، اُویسی، سہروردی، حنفی بن جاتے ہیں بوقتِ ضرورت یا رسول اللہ کے نعرے، انگوٹھے چومنا، سلام وقیام میں شامل ہونا وغیرہ وغیرہ اسی لئے ان کی اس بیماری کا خصوصاً خیال رکھیں۔ اُویسی غفرلہٗ)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ [37] **یعنی:** ہر نیک اور بد (فاسق وفاجر) کے پیچھے نماز پڑھو۔

جواب: یہ حدیث شریف سند کے اعتبار سے اس پایہ کی نہیں کہ جس سے استدلال کیا جاسکے اگر مان لی جائے تو شارحین نے فرمایا (اور ہم بھی کہتے ہیں) فاجر وفاسق کے پیچھے اگر پڑھ لی جائے تو جائز ہے لیکن واجب الاعادہ ہے جیسے داڑھی منڈانے یا قبضہ سے کم کرانے والے اِمام کے پیچھے پڑھ لی تو نماز جائز تو ہے لیکن اس کا لوٹانا واجب ہے لیکن خارج از اسلام اور منافق (عقیدہ کے اعتبار سے) کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں جس کے دلائل سابق اوراق میں گزرے۔ خلاصہ یہ کہ فاجر وفاسق اور ہے اور خوارج ومنافق اور۔ ہمارے نزدیک یہ لوگ فاجر وفاسق نہیں بلکہ ان کے عقائد وطریقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقین سے ملتے جلتے ہیں فلہذا حدیث حق لیکن اس سے استدلال غلط ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تصانیف ذیل کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) وہابی دیوبندی کی نشانی   (۲) دیوبندی وہابی ہیں   (۳) تبلیغی جماعت کے کارنامے   (۴) تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ

(۵) کیا دیوبندی بریلوی ہیں؟   (۶) دیوبندیوں کی پیر پرستی   (۷) وہابی دیوبندی بدعتی ہیں   (۸) ابلیس تا دیوبند

[37] (سنن الدارقطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه، 57/2، الحديث10، دار المعرفة بيروت)

اے اُمّتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم: ہم سب کو مُسلّم (قبول) ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت نہ رکھنے والے منافق ومُرتَد ہیں یہی وہ بدبختِ ازلی (ہمیشہ رہے) ہیں جو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈھکیلے (دھکیلے) جائیں گے۔ کاش مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورِفعتِ شان کو جان سکیں جس کے متعلق خود خالقِ کائنات قرآنِ حکیم میں ''وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ''[38] (پارہ ۳۰، سورۃالشرح، آیت ۴) کا اعلان فرما چکا ہے۔ افسوس ہے کہ اِس اَمر کو یقین کرنے کے باوجود بے غیرتی سوار ہے۔ آج کے پُرفتن دور میں بے ادبوں اور گستاخوں کا دَور دَورہ ہے ہر جگہ دَریدہ دَہنوں (بدزبانوں)، بے لگاموں اور فتنہ اَنگیزوں خرَمستیوں (بیہودگیوں) کا شور وشَغَب (چیخ پکار) ہے صرف یہی نہیں بلکہ نجدیوں کی ناپاک ذُرّیَّت (نسل) سرزمینِ پاک پر وَبائی صورت اِختیار کرتی چلی جارہی ہے۔

اِس لئے تحفّظ ناموسِ رسالت کے پیشِ نظر ہر مسلمان کلمہ گو (کلمہ پڑھنے والے) کا فرض ہے کہ وہ اُن کی ٹیڑھی چال کو سمجھیں ورنہ کل قیامت میں اُن کے ساتھ تمہارا بھی محاسَبہ (حساب کتاب) ہوگا تو پھر پچھتاؤ گے ہمارا فرض تھا ہم اُس سے سبُکدوش (ذمہ داری سے فارغ) ہوگئے اب آپ اپنا ایمان وعقیدہ خود سنبھالا کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

بریلوی کے پیچھے نماز کا حکم

ہم اَہلِ سنّت عقیدہ دیوبندی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں حق بجانب ہیں لیکن دیوبندی محض ضد سے اَہلِ سنّت کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ورنہ اُن کے اکابر اسماعیل دہلوی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی کا عمل اور قول اور فتاویٰ سے ثابت ہے کہ اُن کی ہمارے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یہ کہنا (بریلوی مشرک ہیں اسی لئے ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے) غلط ہے لیکن ضرورت پڑ جائے تو پڑھ بھی لیتے ہیں گویا موم کی ناک ہیں جہاں چاہی لگادی اُنہیں کون کہے کہ جب بریلوی مشرک ہیں تو پھر اُن کے پیچھے نماز جائز کیوں؟ بلکہ بوقتِ ضرورت اَہلِ حق کہتے نہیں تھکتے ہو وہ کیوں؟

اصل مسئلہ: بریلوی کوئی مذہب نہیں بلکہ وہی قدیمی (پرانا) مذہب سنی حنفی ہے آج کے دور میں بریلوی کے نام سے مشہور کردیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اَہلِ سنّت سے نفرت ہو کہ یہ کوئی نیا مذہب ہے۔

خدا شرے بر انگیزد که خیر مادراں باشد

یعنی اللہ کوئی ایسی بہتر تدبیر بناتا ہے کہ اس میں ہماری خیر ہوتی ہے۔

اُن لوگوں نے اِس لفظ کو بُرائی کے لئے مشہور کیا لیکن یہ لفظ امام اَہلِ سنّت شاہ احمد رضا بریلوی قُدّس سرہ' کی کرامت بن گیا کہ اب سُنی مسلمان اِس لقب کو اپنے لئے مسرّت (خوشی کا سبب) محسوس کرتا ہے۔

---

[38]) ترجمہ: ''اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا''

مخالفین کا اِعتراف: اِمام احمد رضا خان بریلوی قُدّس سرہ' کو خود عُلمائے دیوبند مانتے ہیں کہ وہ زبردست فَقیہ عالمِ دین اور عاشقِ رسول صلی اللہ وسلم تھے۔ نَمونہ (مثال) ملاحظہ ہو (مزید حوالے فقیر کی کتاب ''امام احمد رضا اپنوں اور غیروں کی نگاہ میں'' دیکھئے)

(ا) دیوبندی رسالہ ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ میں ہے کہ ''مولانا شاہ احمد رضا خان مرحوم اپنے وقت کے زبردست مُصنّف اور فقیہ تھے۔''

ہالیجوی دیوبندی: ایک بہت بڑے دیوبندی حماد اللہ ہالیجوی کہتے ہیں کہ ''اُن کی بُرائی میری مجلس میں ہر گز نہ کرو وہ حُبِ رسول ہی کی وجہ سے ہمارے متعلق غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔'' (ہفت روزہ خُدّام الدین ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء)

سچّا عاشقِ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم: مخالفین نے محض رعایت کے طور پر نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت اَمر کا اعتراض کیا لیکن اعلیٰ حضرت قُدّس سرہ' نے دیوبندیوں کی کوئی رعایت نہ کی۔

چنانچہ صدر الافاضِل مراد آبادی نے عرض کی حضور نرمی کے ساتھ وہابیوں، دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو آپ مولانا کی ہی گفتگو سن کر آبدیدہ ہو گئے (آنکھوں میں آنسو بھر گئے) اور فرمایا: ''مولانا! تمنّا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور میں اپنے ہاتھ سے اُن گستاخوں کا سر قلم کرتا لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں ہاں اللہ تعالیٰ نے قلم عطا فرمایا ہے تو میں قلم کے ذریعے شدّت کے ساتھ اُن بے دینوں کا رد اِس لئے کرتا ہوں تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے پھر جل بُھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے آقا و مولیٰ کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اِس طرح میری اور میرے آباؤاجداد کی عزّت و آبرو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عَظمتِ جلیل کے لئے سپُرد ہو جائے۔ (سوانحِ اِمام احمد رضا بریلوی)

عشقِ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم: صرف عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں علم اور فَقاہت اور تحقیق کا بھی اُن کے دلوں پر گہرا اثر تھا ''لا نسلم'' (ہم نہیں مانتے) کا مرض لاعلاج ہے۔ مولوی غلام علی نے برملا لکھ دیا کہ ''مولانا احمد رضا خان صاحب کے بارے میں ہم لوگ اب تک سخت غلط فہمی میں رہے ہیں اُن کی بعض تصانیف اور مطالعہ کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے اُن کے ہاں پائی ہے وہ بہت کم عُلماء میں پائی جاتی ہے اور عشقِ رسول تو اُن کی سَطر سَطر (نس نس) سے پھوٹا پڑتا ہے۔'' (ہفت روزہ شہاب، ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

بِفضلِہ تعالیٰ اِسی طرح تمام دیوبندیوں کے اکابِر و اَصاغِر (چھوٹے بڑے) بلکہ عُلمائے عَرب و عَجم اپنوں اور بیگانوں نے مانا۔

نماز کا مسئلہ: فُضلائے دیوبند کا اِقرار ہے کہ اِمام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ مبنی بَر صدق (سچائی پر مبنی) ہے اور حق ہے لیکن تسلیم کے باوجود توبہ کی توفیق نہ ہوئی اُس کے باوجود بَبانگ دُہل (علی اعلان) کہتے رہے بلکہ تصانیف میں لکھتے گئے کہ اِمام احمد رضا اور اُن کے مُتَّبِعِین (پیروکاروں) کے پیچھے نماز جائز ہے چند فتاویٰ و اقوال مُلاحظہ ہوں۔

اشرف علی تھانوی: ہفت روزہ چٹان کا ایڈیٹر مولوی اشرف علی تھانوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

(ا) مولانا احمد رضا بریلوی زندگی بھر اُنہیں کافر کہتے رہے لیکن مولانا تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ ''میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بناء پر کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔'' (چٹان ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

(۲) مولوی محمد حسن اِس واقعہ کے راوی ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ ''بارہا مجھے حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔'' (چٹان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء، نوائے وقت ۱۵ فروری ۱۹۶۸ء)

انتباہ: مولوی اشرف علی تھانوی فرقہ دیوبند کے نہ صرف حکیم صاحب ہیں بلکہ مُتّفق مجدّد ہیں۔ اب فرقہ دیوبند کے لوگ بجائے لڑائی جھگڑے کے سوچیں جب اُن کا مُجدِّد اور حکیم صاحب اِمام احمد رضا فاضل بریلوی قُدّس سرہ' کے پیچھے نماز پڑھنا جائز کہہ رہا ہے تو پھر یہ چھوٹے چھوٹے مُلّاں اُس کے برعکس بولیں تو اُن کا علاج جوتا۔

خبرِ متواتر: تھانوی صاحب کا مذکورہ بالا ملفوظ خبرِ واحد نہیں بلکہ مُتواتِر ہے دیوبند کے بڑے بڑے سُتون اُس کے راوی ہیں۔

(۱) مذکورہ بالا حوالے کا راوی شورش کاشمیری ہے جسے دیوبندی فرقہ اپنے مسلک کا نڈر اور بے باک وکیل کہتا ہے۔

(۲) کوثر نیازی جسے اپنی دیوبندیت پر فخر ہے ناز ہے، وزارت کے قلمدان پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود فرقہ دیوبند سے نیاز مندی میں فرق نہ آیا۔ جنگ کراچی میں ایک طویل مضمون میں لکھا کہ ''میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم ومغفور سے لیا ہے کبھی کبھی ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے: مولوی صاحب (اور یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو اِنہی فتوؤں کے سبب ہو جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خان! تمہیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا جاؤ اِسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔''

کم و بیش اِسی انداز کا ایک اور واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا۔

> (۳) جب حضرت مولانا احمد رضا خان کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع کی مولانا تھانوی نے بے اختیار دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے جب وہ دُعا کر چکے تو حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو آپ کو عمر بھر کافر کہتے رہے اور آپ اِن کے لئے دُعائے مغفرت کر رہے ہیں؟ فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے ہیں کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسالت کی ہے اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔''[39]

(۴) یہی مضمون مولوی مرتضیٰ در بھنگی دیوبندی خلیفہ اشرف علی تھانوی نے بھی ''اشد العذاب'' میں لکھا ہے۔

فتویٰ اشرف علی تھانوی

---

[39] (امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، ایک ہمہ جہت شخصیت از مولانا کوثر نیازی دیوبندی، ص 5، طباعت حسنِ فرمائش صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی بشکریہ روزنامہ جنگ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

(۱)اشرف علی تھانوی کاایک قول ہے کہ کسی بریلوی کوکافر نہ کہواور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کافر کہا۔ایک دفعہ کاذکر ہے کہ حضرت تھانوی ایک بڑے جلسے سے خطاب کررہے تھے کہ خبر ملی مولوی احمد رضاخان بریلوی انتقال کر گئے ہیں آپ نے تقریر کو ختم کر دیااور اُسی وقت خود اور اہلِ جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کے لئے دُعائے مغفرت فرمائی۔(چٹان لاہور ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء)

(۲)ایک سلسلہ گفتگو میں (مولوی اشرف علی تھانوی) نے فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں میں اور بریلویوں میں صلح ہوجائے۔ میں نے کہا ہماری طرف سے تو کوئی جنگ نہیں وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے تو ان کو آمادہ کرو۔[40]

(الافاضات الیومیہ جلد پنجم، ملفوظ نمبر ۳۵۵، صفحہ ۲۲۰)

(۳)حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضاخان بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو پڑھ لیتا۔(چٹان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

مولوی انور کاشمیری محدث مدرسہ دیوبند:

میں بطورِ وکیل تمام جماعتِ دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضراتِ دیوبند ان (بریلوی حضرات) کی تکفیر نہیں کرتے۔[41](کتاب حیات انور صفحہ ۳۳۳، نوائے وقت ۸ جنوری ۱۹۷۶ء)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی:

ہم تو ان بدعتیوں (بریلویوں) کو بھی جو اہل قبلہ جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے۔[42](المہند صفحہ 10)

مفتی محمد شفیع دیوبندی: مولوی احمد رضاخان صاحب بریلوی اور مولوی حشمت علی خان کو کافر نہ کہا جائے۔[43]

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع)

مفتی محمود: لائق صد احترام (دیوبندی) اساتذہ میں سے کسی نے بھی دورانِ اسباق بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔[44]

---

40) (الافاضات الیومیہ از اشرف علی تھانوی، ملفوظ نمبر 355، ۵/220، جید برقی پریس، دہلی، ۱۹۳۹ء)

41) (ملفوظاتِ محدث کشمیری، بریلوی علماء کا فتویٰ تکفیر، ص ۶۱، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان پاکستان، ربیع الاول ۱۴۳۱ھ)

42) (المہند علی المفند (مترجم) معروف بہ التصدیقات الدفاع التصدیقات از خلیل احمد سہارنپوری، بارھواں سوال، ص 43، مکتبہ حنفیہ، جامع مسجد گنبد والی جہلم)

43) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع، جلد ۵ تا ۸، صفحہ ۱۵۹، کتب خانہ امدادیہ، ۱۹۴۸ء)

44) (سیفِ حقانی از محمد عمر قریشی، ص ۷۸، رشید اینڈ سنز، ناظم آباد، کراچی، ستمبر ۱۹۷۵ء)

مفتی صاحب نے فرمایا: میرے اکابرین نے اس (بریلوی) فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ (کفر و شرک) کا نہیں دیا میرا بھی یہی فتویٰ ہے۔[45] (سیف حقانی، صفحہ ۷۹)

دیوبندیوں کا تازہ فتویٰ: روزنامہ جنگ کے جمعہ میگزین میں ''دینی مسائل'' کے عُنوان کے تحت دیوبندی مکتبہ فکر کے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی عبدالرحمن دیوبندی عوام کے مسائل کے جوابات اور فتویٰ لکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مسلک کی تائید اور پیروی میں اَہلِ علم وانصاف کے لئے مفتی دیوبند کے بعض جوابات و فتاویٰ قابلِ توجہ ہیں۔

بریلوی اِمام: تمام اَہلِ سنّت و جماعت خواہ دیوبندی ہوں خواہ بریلوی ہوں قرآن و سنّت کے علاوہ فقہ حنفی میں بھی شریک ہیں ان کے درمیان اصولی طور پر اختلاف نہیں لہٰذا ایسے اِمام کے پیچھے نماز ہو جائے گی اکیلے نماز پڑھنے سے جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے لہٰذا دیوبندی بریلوی کے پیچھے نماز پڑھ لے کیونکہ دونوں حنفی ہیں۔ (جنگ میگزین، ۲۸ اپریل تا ۴ مئی ۱۹۹۰ء)

مفتی دیوبند کے فتویٰ سے الحمدللہ بریلوی حضرات صحیح سنّی و حنفی ہیں اُن کے پیچھے بِلا کراہت و قَباحت نماز جائز ہے بلکہ افضل ہے اور جو دیوبندی، بریلوی حضرات کو مشرِک اور اُن کے پیچھے نماز ناجائز قرار دیتے ہیں وہ مفتی عبدالرحمٰن کے فتویٰ کی رُو سے جھوٹے ہیں اور فاسق مشرِک وغیرہ کا غلط تاثر دیتے ہیں۔

مزید عبارات واَقوال و فتاویٰ ہم نے کتاب ''ابلیس تا دیوبند'' اور ''دیوبند شُتر مرغ'' میں لکھا ہے۔

فتویٰ دیوبند

الجواب: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلق (سائل نے پوچھا تھا کہ وہ خوب یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی مشکل کشا کے نعرے لگاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کو علم غیب ہے اور کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیں وغیرہ)

> ایسے عقائد والوں کو کافر کہنا صحیح نہیں بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہو سکتی ہے اور تکفیر مسلم (مسلمان کو کافر قرار دینے) میں فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت احتیاط فرمائی ہے اور یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں ننانوے (99) وُجوہ (اسباب) کفر کے ہوں اور ایک وجہ ضعیف الاسلام کی ہو تو مفتی کو اس ضعیف وجہ کی بناء پر فتویٰ دینا چاہیے یعنی اس کو مسلمان کہنا چاہیے۔[46]

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مطبوعہ کراچی، جلد ۲، صفحہ ۵۴)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: الحمدللہ ہم اَہلِ سنّت سچّے پکّے مسلمان ہیں اِس کا اعتراف نہ صرف اَکابر دیوبند کو ہے بلکہ وہ ہمارے اَکابر کے پیچھے نماز پڑھتے آئے اور اُس کے جائز ہونے کا فتویٰ جاری کرتے آئے۔ یہ آج کے دیوبندی مولوی کون لگتے ہیں جو ناجائز کہتے ہیں۔

---

45) (سیفِ حقانی از محمد عمر قریشی، ص ۷۹، رشید اینڈ سنز، ناظم آباد، کراچی، ستمبر ۱۹۷۵ء)

46) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۵ تا ۸، ص ۱۵۹، کتب خانہ امدادیہ، ۱۹۴۸ء)

انکشاف: اُن کی عادت ہے کہ جہاں سے ریال، ڈالر مل جائے اُسی طرف ہو جاتے ہیں تجربہ کر لیں صدیاں گزریں شیعہ (سبی) پر ہم اَہلِ سنّت نے کُفر کا فتویٰ جاری کیا لیکن یہ خاموش رہے اب ریال نے اُنہیں بلوایا اب دیکھو شور برپا ہے۔ انجمن سپاہ صحابہ برملا اعلانیہ نعرہ ''کافر کافر شیعہ کافر'' کہتے ہیں وہ سب شیعوں کو کافر کہتے ہیں مگر مفتیانِ دیوبند کے فتویٰ اس نعرہ کے بالکل برعکس ہیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، عزیزالفتاویٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۳۳'' میں ہے: روافض جو سبّ شیخین (صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی برائی) کرتے ہیں اُن کے کفر میں اختلاف ہے بعض فُقہاء نے اُن کی تکفیر کی ہے اور عقائد بھی مختلف ہیں اگر کسی گروہ کا عقیدہ کُفر کی نوبت تک نہ پہنچا ہو اُس سے نکاح دُرست ہے اور اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت دیتا ہے یا سبِّ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (صحابہ کی برائی) کرتا ہے تو وہ کافر نہیں بلکہ فاسق ہے نکاح دُرست ہے۔

(۲) ''فتاویٰ دیوبند جلد ۱، صفحہ ۱۴۰'' میں ہے:

> ''محققینِ حنفیہ شیعہ تبرّا گو اور منکر خلافت خلفائے ثلاثہ کو کافر نہیں کہتے اگرچہ بعض فقہاء نے ان کی تکفیر کی ہے مگر صحیح قول محققین کا ہے کہ سبّ شیخین اور انکارِ خلافتِ خلفاء کفر نہیں ہے۔''[47]

(۳) ''فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی مطبع سعیدی، صفحہ ۴۰'' میں ہے: ''روافض اور خوارج کو بھی اکثر عُلماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ (روافض) شیخین (صدیق و فاروق) و صحابہ کو اور (خوارج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہتے ہیں۔''[48] ''فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۱'' میں ہے: ''صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی صحابی کو کافر کہنے والا اپنے اُس کبیرہ کے سبب سنّت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔''[49] مُلخصاً (مختصراً) دیوبندیوں کی تمام کتابوں میں بھی ایسا ہی ہے اب وضاحت طلب بات یہ ہے کہ اگر سپاہِ صحابہ والوں کا نعرہ صحیح ہے تو کافروں کو مسلمان کہنے والے یا اُن کے کُفر میں اختلاف کرنے والے دیوبندی مفتی کس کھاتے میں جائیں گے؟ اگر دیوبند کے مفتی سچّے ہیں تو مسلمان بریلوی کو کافر کہنے والے کس گڑھے میں گریں گے؟

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ

بہاولپور۔ پاکستان

---

47) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (عزیزالفتاویٰ)، کتاب الفرائض، میراث اور تقسیم ترکہ کا بیان، ۱/۷۴۳، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی)

48) (فتاویٰ رشیدیہ، ۱/۱۹۲، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی)

49) (فتاویٰ رشیدیہ، ۱/۲۷۴، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی)